

وہ خود فارسی کی ایک غزل میں فرماتے ہیں :

نشاطِ جم طلب از آسماں نہ شوکتِ جم  
تدرجِ مباحثِ زیا قوتِ بادہ گر عینی ست

یعنی آسمان سے جمشید کی شان و شوکت نہیں، صرف اس کے عیش و نشاط کی آرزو کرنی چاہیے اگر پیالہ یا قوت کا نہیں تو کیا پروا ہے، شراب خالص انگوری ہونی چاہیے۔

بلکہ وہ تو پیالے کے بھی محتاج نہیں اور کہتے ہیں۔  
پلا دے اوک سے ساقی! جو ہم سے نفرت  
پیالہ گر نہیں دیتا، نہ دے، شراب تو دے

۴۔ شرح : جس فقیر کو سوال کی عادت نہ ہو، وہی اچھا ہوتا ہے، کیونکہ مانگے بغیر مل جانے تو اس میں مزہ زیادہ آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی شانِ کریمی ہی ہے کہ ہر شخص کو لے طلب دیتا ہے۔

سوال کی عادت پڑ جائے تو انسان ذاتی شرف کے احساس سے محروم ہو جاتا ہے اور اس کائنات میں انسان کی اصل متاع وہی شرف ہے، جو ہر چیز پر مقدم رہنا چاہیے۔

۵۔ شرح : خواجہ حالی فرماتے ہیں :

”اسی کے قریب قریب سعدی کا بھی ایک شعر ہے :

گفتہ بودم چو بیائی، غمِ دل با تو بگویم  
چہ بگویم کہ غم از دل برود، چوں تو بیائی

دولوں، سعدی اور غالب کے شعروں کا ماحصل یہ ہے کہ کسی طرح اپنی تکلیف یا رنج معشوق پر ظاہر نہیں کر سکتے، مگر سعدی کے بیان میں یہ احتمال باقی رہتا ہے کہ شاید معشوق عاشق کی ظاہری بد حالی دیکھ کر سمجھ جائے کہ اس کا دل مغموم ہے، کیونکہ سعدی کے